صد سالہ جوبلی کے جشن کے لئے دعوت الی اللہ کے میدان میں ہر احمدی سال میں ایک احمدی بنانے کا عہد دوبارہ کرے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰؍ جنوری ۱۹۸۷ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات کریمہ کی تلاوت کی:

وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَّمَا تَتْلُوا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُونَ
مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ وَمَا
يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ
وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ اَلَآ اِنَّ
اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
وَفِي الْاٰخِرَةِ ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝
وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ؕ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

(یونس: ۶۲-۶۶)

قرآن کریم کی جن آیات کی میں نے تلاوت کی ہے ان کا ترجمہ یہ ہے، جو پہلی آیت ہے وہ

رسول اکرم ﷺ کو خطاب فرماتے ہوئے آپؐ کے غلاموں کو اسی خطاب میں شامل فرمالیتی ہے اور اچانک جس طرح ایک چشمہ پھوٹتا ہے اور وہ وسیع ہو جاتا ہے اس طرح حضرت محمد مصطفی ﷺ کے ذکر سے جو چشمہ پھوٹتا ہے اس میں رفتہ رفتہ ان غلاموں کو بھی شامل فرمالیا جاتا ہے جو آپ کے تابع ویسے ہی کام کرتے ہیں، ایک بڑا خوبصورت انداز ہے۔ فرمایا:۔

وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَّمَا تَتْلُوا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ کہ اے محمد! تو جس شان میں بھی ہوتا ہے وَّمَا تَتْلُوا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ اور جو تو اپنے رب کی طرف سے قرآن کی تلاوت کرتا ہے۔ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اور اے محمد مصطفیؐ کے غلامو! تم کوئی عمل بھی ایسا نہیں کرتے جسے ہم دیکھ نہیں رہے ہوتے اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ جب تم سب لوگ خوب ڈوب کر نیک کاموں میں تمام دل و جان کے ساتھ ان کو ادا کر رہے ہوتے ہو۔

یہاں شان کا معنی بالعموم کام کیا جاتا ہے اور یہ درست ہے۔ شان کا معنی کام بھی ہے۔ لیکن شان کا معنی کام کے علاوہ ایک جلوہ نمائی بھی ہے۔ انہی معنوں میں اُردو میں شان کا لفظ مستعمل ہے اور انہی معنوں میں قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے متعلق آتا ہے كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ (الرحمان: ۳۰) ہر لحظہ وہ ایک الگ جلوہ نمائی کر رہا ہوتا ہے، ایک نئی شان دکھا رہا ہوتا ہے۔ تو حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے متعلق جب شان کا لفظ آیا ہے یہاں تو اس سے مراد یہ ہے کہ تو ہر حال میں ایک حسین جلوہ نمائی کر رہا ہے۔ تیری سیرت کا ہر پہلو، ہر لحظہ ایک شان دکھا رہا ہے اور دوسرا یہ معنی ہے کہ تیری زندگی کا کوئی لمحہ بھی غیر مصروف نہیں ہے۔ ہر وقت کاموں میں منہمک ہے۔ پس جب بھی میں تجھے دیکھتا ہوں یعنی خدا کہتا ہے، میں تجھے کسی نہ کسی کام میں منہمک پاتا ہوں۔ تیری زندگی کا ذرہ ذرہ مصروف ہے۔ جاگنا بھی اور سونا بھی وَّمَا تَتْلُوا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ اور ہر وقت خدا تعالیٰ نے جو کلام تجھ پر نازل کیا ہے اس کی تلاوت کرتا رہتا ہے۔ یعنی اس کی تلاوت خواہ لفظاً ہو یا عملاً ہو یا تفسیراً ہو نیند کی حالت میں جو ذکر جاری ہے اس پر بھی یہ آیت حاوی ہو جائے گی اور اس کے بعد فرمایا وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اب یہاں سے آگے تمام مسلمانوں کو جو آنحضرت ﷺ کی سنت پر چلنے والے ہیں ان کو شامل کر کے فرمایا وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ یہاں شان کا لفظ نہیں بلکہ عمل کا لفظ بولا ہے۔ تم جن کاموں میں بھی مصروف ہوتے

ہو کوئی بھی ان میں سے ایسا نہیں جو خدا کی نگاہ کے سامنے نہ ہو۔

وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ

اور یاد رکھو کہ اللہ کی نظر سے، اللہ کی نگاہ سے ایک ذرے کے برابر وزن کی چیز بھی غائب نہیں ہوتی خواہ وہ زمین میں ہو خواہ وہ آسمان میں ہو اور ذرے سے چھوٹی بھی جتنی چیزیں ہیں وہ سب اس کی نظر میں ہیں اور اس سے بڑی جتنی چیزیں ہیں وہ سب اس کی نظر میں ہیں۔ یہاں مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ سے چھوٹی چیز کا جو تصور پایا جاتا ہے وہ ہر زمانے میں بدلتا ہے۔ گزشتہ زمانوں میں مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ میں جو ذہن میں تصور ابھرا کرتا تھا اس ذکر سے وہ ایک ہلکے سے غبار کا تصور تھا لیکن آنکھ سے اوجھل کسی چیز کا تصور نہیں تھا۔ ان کو جب یہ آیت مخاطب ہوتی ہے تو ان کے ذہن میں یہ بات ابھرتی ہوگی کہ جو کچھ بھی ہم دیکھ رہے ہیں اس کے نیچے بھی کوئی چیز ہے اور اُن کے لئے یہ پیغام مکمل تھا۔ آج کا انسان وہ چیزیں بھی معلوم کر چکا ہے جسے آنکھ نہیں دیکھتی۔ مثلاً ایٹم ہے۔ مثلاً اس سے چھوٹے ذرات ہیں جن پر ایٹم بنا ہوا ہے۔ پروٹونز (Protons) ہیں، نیوٹرانز (Neutrons) ہیں، الیکٹرانز (Electrons) ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ان میں سے ہر ذرہ جس پر اس کی نظر پڑی، تاریخی سفر میں جس میں اس نے علمی جستجو کی ہر مقام پر یہی سمجھا کہ یہ آخری ذرہ ہے اس سے چھوٹا ذرہ ممکن نہیں اور قرآن کریم کی یہ آیت مسلسل اعلان کرتی چلی گئی وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ کہ جسے تم چھوٹے سے چھوٹا سمجھ رہے ہو اس سے بھی چھوٹی کوئی چیز ہے اور وہ بھی خدا کی نظر میں ہے اور اب جب سائنسدانوں نے مزید غور کیا تو Sub-particles نکلے۔ Sub-particle پھر آگے جس چیز سے بنے ہوئے ہیں وہاں تک علم کو رسائی ہوئی اور ہر مقام پر یہ سمجھا گیا کہ اب ہم چھوٹے سے چھوٹے کے تصور کو اپنے درجۂ کمال تک پہنچا چکے ہیں اور ہر غور کے بعد قرآن کریم کی اس آیت کا یہ اعلان سچا نکلا وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ کہ جو بھی چھوٹے سے چھوٹا ہے اس سے بھی چھوٹا کچھ ایسا ہے جس کا تمہیں علم نہیں مگر خدا کو اس کا علم ہے۔ اور جوں جوں تم علم میں سفر کرتے چلے جاؤ گے اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق تم پہ اور چھوٹوں کا علم بھی کھلتا چلا جائے گا، ان کا علم تم پر روشن ہوتا چلا جائے گا۔ یہی کیفیت اکبر کی ہے۔ انسان کا جو کائنات کا تصور ہے وہ بھی پھیلتا چلا جا رہا ہے اور جسے وہ اکبر سمجھا تھا کچھ عرصے بعد پتہ چلا کہ اس سے بھی بڑی چیزیں ہیں۔ پھر جنہیں وہ اس سے بھی بڑی چیزیں سمجھا تھا کچھ عرصے کے بعد علم ہوا کہ اس

سے بھی بڑی چیزیں ہیں۔

تو نہ باریک تر کا کوئی منتہا ہے نہ عظمت اور وسعت کی کوئی انتہاء ہے۔ ہر پہلو سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم باریک تر پہ بھی نظر کئے ہوئے ہیں اور بڑی سے بڑی چیز پہ بھی۔ اس آیت میں اس ذکر میں جو خاص معنی پیدا ہوتے ہیں وہ یہ ہیں کہ مومنوں کو بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے بڑے کاموں کی توفیق ملتی ہے اور ملتی رہے گی۔ اور وہ کام لوگوں کے سامنے آجاتے ہیں۔ بڑی چیزوں کو عام لوگ دیکھ لیتے ہیں لیکن بہت سے چھوٹے چھوٹے ایسے کام ہیں جو خدا کے مومن بندے اپنی توفیق کے مطابق کرتے چلے جاتے ہیں اور چونکہ وہ چھوٹے ہوتے ہیں اس لئے دنیا کی ان پر نظر نہیں پڑتی۔ اللہ تعالیٰ مومنوں کو یہ خوشخبری دے رہا ہے کہ تمہاری چھوٹی سے چھوٹی نیکی بھی میری نظر کے سامنے ہے۔ میری آنکھوں کے سامنے رہتے ہو تم اور تمہارے دل میں جو ایک بہت ہی باریک تر پیار کا خیال آتا ہے اللہ کے لئے وہ بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میری نظر کے سامنے ہے۔ کوئی ذرہ زندگی کا ایسا نہیں، کوئی اس کی حرکت نہیں، کوئی اس کا سکون نہیں ہے جس میں کوئی واقعہ پیدا ہوا اور وہ خدا کی نظر سے اوجھل ہو۔

ان آیات کا انتخاب، میں آگے بھی ترجمہ کروں گا، اس لئے میں نے کیا ہے کہ جن نیک کاموں کے لئے خصوصیت سے میں نے گزشتہ جمعہ میں بھی آپ کو توجہ دلائی تھی اور اس جمعہ میں بھی اب کچھ توجہ دلاؤں گا۔ ان کے متعلق میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ خواہ وہ کام دنیا میں کسی کی نظر میں آئیں یا نہ آئیں، خواہ جماعت کا نظام ان سے واقف ہو یا نہ ہو، خواہ آپ کے گھر والے بھی ان سے واقف ہوں یا نہ ہوں، خواہ وہ اتنے مخفی ہوں کہ بائیں ہاتھ کے کام کی دائیں کو خبر نہ ہو، دائیں ہاتھ کے کام کی بائیں کو خبر بھی نہ ہو تب بھی جس تک وہ اطلاع پہنچنی چاہئے اس کو پتا چل رہا ہے اور یہ آیت مدح کے مقام پر ہے، یہ انتباہ کے مقام پر نہیں ہے۔ اس سے ملتی جلتی دوسری آیات ہیں جن کا مضمون دونوں طرف کھلا رہتا ہے یعنی اچھے کام بھی خدا کی نظر میں ہیں برے کام بھی خدا کی نظر میں ہیں ایک انتباہ کا رنگ رکھتی ہیں وہ آیات اور خوشخبری کا بھی۔ لیکن یہاں چونکہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے ذکر سے آغاز ہوا ہے اور درجہ بدرجہ آپ کے غلاموں کو شامل کیا گیا ہے اس لئے خالصۃً یہ آیت مقام مدح میں ہے۔ پس اس جماعت کا ذکر بھی ہے اس میں جو آخرین میں سے پیدا ہونی تھی اور حضرت محمد مصطفی ﷺ کی غلامی میں جس نے اچھے کام کرنے

تھے۔ان کو ریا کاری سے بچانے کے لئے اور ریا کاری سے مستغنی کرنے کے لئے خدا نے یہ پیغام دیا ہے کہ تم اس بات سے آزاد ہو جاؤ گے اگر یہ سوچو گے کہ ہر وقت خدا کی نظر ہمارے اوپر ہے کہ کسی اور کی نظر ہے یا نہیں ہے کیونکہ تمہارا لمحہ لمحہ اس کی نظر کے نیچے ہے جس کی خاطر تم یہ کام کر رہے ہو۔اسی لئے اس کے معاً بعد فرمایا:۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۳﴾
اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۶۴﴾

کہ خبر دار! اللہ کے ولی ہوتے ہیں کچھ اور جو خدا کے ولی بن جاتے ہیں ان پر نہ کوئی خوف آتا ہے نہ وہ کسی بات کا غم کرتے ہیں۔ یہ انہی کا نقشہ کھینچا گیا ہے پہلے انہی کو اولیاء اللہ فرمایا گیا ہے جن کا ذکر پہلی آیت میں چلا ہے۔ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ وہ لوگ جو ایمان لائے اور پھر تقویٰ سے اپنے ایمان کو سچا کر دکھایا لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ان کے لئے تو اس دنیا میں بھی خوشخبری ہی خوشخبری ہے اور آخرت میں بھی خوشخبری ہی ہے لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ یہ جو تقدیر ہے محمد مصطفی ﷺ اور اس کے غلاموں کی کوئی دنیا کی طاقت اس تقدیر کو بدل نہیں سکتی۔ جتنا چاہیں زور لگا لیں کتنی بڑی دنیا کی طاقت ہو، کتنی بڑی بڑی طاقتوں کا مجموعہ ہو۔ یہ تقدیر ہے خدا کی۔ فرماتا ہے لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ اس کو بدل کر دکھاؤ تم لازماً ناکام و نامراد رہو گے۔ خدا کی اس تقدیر حسنہ کو تم تبدیل نہیں کر سکتے۔ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ اور یہی وہ عظیم کامیابی ہے جس کی طرف قرآن تمہیں بلا رہا ہے وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ یہ جو چیلنج کا مفہوم ہے یہی مفہوم ہے یہاں۔ چنانچہ اس سے اگلی آیت میں واضح کر دیا وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ یہ جو لوگ باتیں کرتے ہیں، ہم ناکام کر دیں گے، ہم نامراد کر دیں گے، ہم ان کے کاموں میں رخنہ ڈال دیں گے، ہم ان کو اکھیڑ پھینکیں گے زمینوں سے اور نیست و نابود کر کے رکھ دیں گے۔ یہ سب جھوٹی تعلّی کی باتیں ہیں ان میں کوئی بھی حقیقت نہیں لَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ اے محمدؐ! ان کی باتوں کی ادنیٰ بھی پرواہ نہ کر، کوئی غم نہ کر ان کی باتوں سے۔ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا کلیۃً ہر قسم کی عزت خدا کے ہاتھ میں ہے۔ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ اور وہ سننے والا بھی ہے اور وہ جاننے والا بھی ہے۔

پس خدا کے نام پر، خدا کی خاطر، اس کے دین کی عظمت کے لئے اور حضرت محمد مصطفی ﷺ

کی سنت کے غلبہ کی خاطر جماعت احمدیہ نے جو کام سنبھالے ہیں اور جن کی طرف میں خصوصیت سے آپ کو توجہ دلاتا رہا ہوں اور اس خطبہ میں ایک خاص نقطہ نگاہ سے مزید توجہ دلاؤں گا ان کے متعلق سب سے عظیم الشان خوشخبری تو یہی ہے کہ وہ اللہ کی نظر میں ہیں اور دوسرے یہ کہ ان کاموں کو کوئی دنیا کی طاقت ناکام نہیں بنا سکے گی اور تیسرا یہ کہ ان کا پھل صرف آخرت میں نہیں ملے گا، اس دنیا میں بھی لازماً ملے گا۔ یہ وہ کلمات اللہ ہیں جن کو کوئی دنیا میں تبدیل نہیں کر سکتا۔

صد سالہ جوبلی کے متعلق میں نے بتایا تھا کہ صرف دو سال باقی رہ گئے ہیں اور صد سالہ جوبلی دراصل ہمارے دشمنوں کا اس وقت وہ خاص نشانہ بنی ہوئی ہے۔ ان کی نفرتوں کا، ان کے حسد کا اور وہ ہر طرح سے پورا زور لگا رہے ہیں کہ صد سالہ جوبلی کے جشن کو ناکام بنا دینا ہے۔ ربوہ کے خلاف جو سازشیں ہوئیں، جماعت احمدیہ کے خلاف جو پاکستان میں سازشیں ہوئیں، جن کا سب سے بڑا نقطہ ربوہ پہ جا کے ختم ہوتا تھا کہ ربوہ کی مرکزی حیثیت کو ختم کیا جائے، ربوہ کی شان لوٹ لی جائے، ربوہ میں ہر قسم کے جلسے بند کر دیئے جائیں کیونکہ بالآخر بڑی تیزی کے ساتھ جماعت صد سالہ جوبلی کے جشن کی طرف بڑھ رہی ہے اور اس مقام نے وہ ساری دنیا کا مرکز اور مطمح نظر بن جانا ہے۔ یہاں اگر کوئی شاندار سطح پر سو سالہ جشن منایا گیا تو اس کے نتیجے میں سارے پاکستان میں نہیں ساری دنیا میں یہ بات لازماً مستحکم ہو جائے گی کہ اب اس جماعت کو دنیا میں کوئی مٹا نہیں سکتا۔ اس درجۂ کمال کو پہنچ چکی ہے، اس بڑے مرتبے کو پہنچ چکی ہے، اتنی قوت حاصل کر چکی ہے کہ اب اس جماعت کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ یہ وہ خطرہ تھا جس کے پیش نظر ساری سازشوں نے جنم لیا اور اسی لئے کھیلیں بند کیں پہلے، درجہ بدرجہ دشمن نے اپنی سکیم کو کھولا ہے کھیلیں بند کیں، چھوٹے چھوٹے اجتماعات بند کئے، لاؤڈ اسپیکر کا استعمال بند کیا، پھر گاڑیاں جو چلا کرتی تھیں خاص وقت میں ان کی سہولت کھینچ لی۔ ہر طرح سے رخ بالآخر جلسے کی طرف ہی تھا اور جلسہ سالانہ بند کر کے انہوں نے اپنی طرف سے جوبلی کے جلسے کی راہ میں وہ دیوار کھڑی کر دی جو وہ سمجھتے ہیں کہ ٹوٹ نہیں سکتی لیکن ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے جہاں تک اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے یہ تو یقینی ہے کہ اس کے بدلے میں جو دشمن ہم سے کر رہا ہے خدا تعالیٰ بہت بڑی عظمتیں دینے والا ہے۔

جس شان کا تصور کر کے انہوں نے نقصان پہنچانے کی کوشش کی تھی ان کے ذہن سے یہ

بات نکل گئی کہ ہم جس کے غلام ہیں وہ تو لحہ لحہ نئی شان دکھانے والا آقا ہے اور جس خدا نے اس کو پیدا کیا وہ تو کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَاْنٍ کا مقام رکھتا ہے اسی سے ہر شان پھوٹتی ہے۔ تو جو محمد مصطفی ﷺ کا غلام ہو اور اللہ کا غلام ہو اس کی شان کیسے کوئی نوچ کے چھین سکتا ہے، ناممکن کام ہے یہ ان کے لئے۔ اگر خدانخواستہ ربوہ میں حالات ایسے نہ ہوئے کہ وہاں جشن اس طرح منایا جائے جیسا کہ جماعت نے منانا تھا تو دنیا کے کونے کونے میں اس شان اور اس قوت کے ساتھ یہ جشن منایا جائے گا کہ دشمنوں کے کانوں کے پردے پھٹ جائیں گے اس کے ولولے سے اور ان کے دبدبے سے۔ جس شوکت سے نعرۂ تکبیر بلند ہوں گے دنیا میں وہ ان کے دلوں کو دہلا دینے والی شوکت ہوگی۔ اس لئے کہاں ان کی طاقت، کہاں ان کی مجال کہ محمد مصطفی ﷺ کے غلاموں کی شان کھینچ سکیں، شان نوچ سکیں، یہ نہیں نوچ سکتے۔ یہ ملک جہاں میں اس وقت مخاطب ہو رہا ہوں آپ سے یہ ملک بھی نئی اور دوبالا شان کے ساتھ اسلام کا حسن دنیا کے سامنے پیش کر رہا ہوگا۔ اور آپ ہوں گے جو اس حسن کو دنیا کے سامنے پیش کر رہے ہوں گے۔ افریقہ بھی ایک نئی شان کے ساتھ نئے ولولے کے ساتھ پیش کر رہا ہوگا۔ نئے روپ کے ساتھ یہ شان ایشیاء کے سارے ممالک میں دکھائی جائے گی، نئے روپ کے ساتھ یہ شان دنیا کے ہر برّ اعظم میں دکھائی جائے گی۔

اس کے لئے، اس کی تیاری کے لئے وقت تھوڑا رہ گیا ہے اس کی طرف میں آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ صرف مالی قربانی کافی نہیں ہے۔ آپ نے خدا سے ایک عہد باندھا ہے، خدا نے آپ سے ایک عہد باندھا ہے اور وہ یہ ہے کہ اپنی جانیں بھی ہم تیرے حضور پیش کر دیتے ہیں، ہماری نہیں رہیں، پہلے بھی تیری تھیں مگر ہم ایک اور رنگ میں اب تجھے واپس کرتے ہیں جس رنگ میں ہمارا غیر واپس نہیں کرتا تجھے۔ یہ طوعاً کا مضمون ہے کرھاً کا مضمون نہیں اور دوسرے ہمارے اموال بھی تیرے ہی تھے اب بھی تیرے ہیں مگر ہم طوعاً تجھے واپس کرتے ہیں جبکہ باقی دنیا سے تو کرھاً واپس لیتا ہے۔ یہ وہ مضمون ہے عہد کا جس کو زندگی کے ہر پہلو میں، زندگی کے ہر عمل میں دخل ہے۔ اور زندگی کا جو پہلو، جو عمل بھی اس سے متاثر ہوتا ہے اس پر خدا کے پیار کی نظر پڑتی ہے۔ یہ مضمون ہے جو اس آیت میں بیان ہوا ہے۔ اس لئے اپنی زندگی کے ہر پہلو کو اللہ تعالیٰ کے پیار کا مرکز بنا دیں۔ ہر عمل کو ایسا حسین بنانے کی کوشش کریں کہ خدا کی محبت اور پیار اور رضا کی آنکھ اسے اس طرح دیکھ رہی ہو جیسے

آپ اپنے بچوں اور اپنے پیاروں کی پیاری حرکتوں کو دیکھ رہے ہوتے ہیں۔

اس سلسلے میں جیسا کہ میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کئی مرتبہ، محسوس یہ ہو رہا ہے کہ اتنے زیادہ کام پڑے ہوئے ہیں کہ ہم میں استطاعت نہیں ہے وہ کام کرنے کی۔ اس لئے ایک ہی حل ہے اس صورت حال کا کہ اپنا جو کچھ ہے وہ خدا کے سپرد کر دیں، جو کچھ کر سکتے ہیں وہ سب کچھ کریں۔ باقی خانے جتنے بھی خالی رہ جائیں گے وہ خدا خود بھرے گا۔ یہ اس کا وعدہ ہے۔ اس لئے اپنی طرف سے کسی قسم کی کمی نہ آنے دیں۔

صد سالہ جشن میں مختلف رنگ میں جو ہم نے خدا کے حضور اپنے عاجزانہ، فقیرانہ ہدیے پیش کرنے ہیں **التحیات للہ** کے مضمون کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان میں بہت سی باتیں ہیں جو صد سالہ جوبلی کے پیش نظر اس سے پہلے بیان کی جا چکی ہیں اور بہت سی ایسی باتیں ہیں جن پر مسلسل غور ہو رہا ہے اور وہ لوگ جن کے کام ہیں وہ مصروف ہیں دن رات ان باتوں کو مزید نکھارنے اور سنوارنے پر اور کس طرح ان کو عمل کی شکل میں ڈھالا جائے گا، کون کیا کام کرے گا۔ یہ تمام کام ایسے ہیں جن پر مسلسل کام ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اور اس کی تمام دنیا کی جماعتوں کو حصہ رسدی اطلاعیں دی جا رہی ہیں۔

بالعموم جماعت کو جو میں اس ضمن میں خاص توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ صد سالہ جوبلی کے دوران میرے دل کی تمنا یہ ہے کہ بہت سے ایسے ممالک جہاں مقامی طور پر چند خاندان ابھی تک اسلام میں داخل ہوئے ہیں وہاں کم سے کم سو خاندانوں کو ہم اسلام میں داخل کر لیں۔ اور جہاں جماعت نافذ ہو چکی ہے وہاں ہم یہ کہہ سکیں کہ ہر سال کے لئے ہم یہ حقیر اور عاجزانہ تحفہ پیش کرتے ہیں کہ ہم نے مقامی طور پر ایک خاندان کو داخل کر لیا ہے۔ بعض ممالک میں تو خدا کے فضل سے ہزاروں خاندان داخل ہو چکے ہیں۔ لیکن آپ جس ملک میں رہتے ہیں اور یورپ کے اور بہت سے ممالک ان میں بدقسمتی سے مقامی احمدیوں نے یعنی وہ لوگ جو باہر سے آکر مقامی بنے انہوں نے تبلیغ کی طرف پوری توجہ نہیں کی اور جو کام ان کو بیس پچیس سال پہلے سے شروع کرنا چاہئے تھا اسے شروع کرنے میں بہت دیر کر دی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جس رنگ میں یہاں داعی الی اللہ بننے چاہئے تھے اور جو یہاں کے لوگ استطاعت رکھتے ہیں اس کا عشر عشیر بھی ہم نتیجہ حاصل نہیں کر

سکے اور یہ صورت حال صرف انگلستان پر ہی صادق نہیں آ رہی بلکہ دنیا کے اور بہت سے ممالک ہیں، یورپ کے بھی اور بعض اور جگہوں پر بھی جہاں یہی کیفیت ہے اور وقت اتنا تھوڑا رہ گیا ہے کہ صرف دو سال رہ گئے ہیں۔

اس لئے اب اس کام کو غیر معمولی طور پر اہمیت دے کر دوبارہ اپنے ہاتھ میں لیں۔ جو لوگ داعی الی اللہ بن چکے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بے حد مبارک فرمائے لیکن جو نہیں بنے ابھی تک ان کو فوراً توجہ کرنی چاہئے اور جو بن چکے ہیں ان کو اپنے کاموں کا جائزہ لینا چاہئے کہ آیا ان کی کوششیں پھل پیدا کر بھی رہی ہیں کہ نہیں۔ بعض ایسے نوجوان ہیں یا بڑی عمر کے بھی جو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ پورے خلوص اور تقویٰ کے ساتھ اللہ کی طرف دعوت دینے کے پروگرام میں شامل ہوئے اور ان کو ہر سال اللہ تعالیٰ پھل دے رہا ہے۔ انہی جگہوں پر دے رہا ہے جنہیں آپ بے پھل کی جگہیں سمجھتے ہیں۔ انہی زمینوں پہ پھل دے رہا ہے جنہیں آپ سنگلاخ سمجھتے ہیں۔ اس لئے یہ بہانہ تو خدا تعالیٰ کے ہاں قبول نہیں ہوگا کہ ہم ایسے ملک میں رہتے تھے جہاں دنیا ترستی تھی، دنیا داری میں لوگ اتنا بڑھ گئے تھے کہ بات نہیں سنتے تھے۔ بات سنانے کا ڈھنگ سیکھنا پڑے گا۔ اور بات سنانے کے ڈھنگ میں خدا تعالیٰ نے یہ ہمیں بتایا ہے کہ تقویٰ کا مضمون داخل ہے۔ جتنا زیادہ تقویٰ ہو اتنا ہی بات میں زیادہ اثر ہوتا چلا جاتا ہے، ورنہ خالی چالاکی کام نہیں آتی، خالی علم کام نہیں آتا۔ اس لئے بات میں وزن پیدا کرنے کے لئے اندرونی تقویٰ کا معیار بلند کرنا ہوگا۔ اور صرف یہ نہ سوچیں کہ فلاں میں نقص تھا اس لئے بات نہیں سنی گئی یہ بھی غور کریں کہ کہیں کہنے والے میں تو نقص نہیں ہے۔ یہی بات ایک اور شخص کہتا ہے تو اثر رکھتی ہے، یہی بات ایک اور شخص کہہ رہا ہے تو اثر کھو دیتی ہے۔ اس لئے بات کا قصور نہیں۔ ہو سکتا ہے سننے والے کا قصور ہو لیکن بعید نہیں کے سننے والے کا بھی قصور نہ ہو بلکہ سنانے والے کا قصور ہو۔ اس لئے اپنا جائزہ پورا کر لیں اور دیکھ لیں کہ کیا کمی رہ گئی ہے بات میں، اس کے انداز میں یا سنت کے مطابق تھی بھی کہ نہیں آپ کی تبلیغ اور اس کو درست کریں۔ اس کے نوک پلک درست کریں، اسے خوبصورت بنائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دعوت الی اللہ کے ساتھ حسن قول کا ذکر فرمایا ہے اور پھر حسن عمل کا ذکر فرمایا ہے۔ قول بھی حسین کریں اور وہ عمل جو اس حسین قول کے ساتھ چولی دامن کا ساتھ رکھتا ہے جس کے بغیر قول حسین بنتا نہیں وہ حسین عمل بھی پیدا کریں اور پھر دعا کریں تا کہ

آپ کی باتوں میں غیر معمولی برکت ہو، اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص اثر پیدا ہو۔ اگر یہ شرائط آپ پوری کر دیں تو ناممکن ہے کہ آپ کی تبلیغ بے ثمر رہ جائے اس سے کوئی نتیجہ پیدا نہ ہو، یہ نہیں ہو سکتا لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ میں ایک یہ بھی مضمون داخل ہے۔ جس کام کو جس طرح حضرت محمد مصطفی ﷺ نے کامیابی کے ساتھ کر کے دکھا دیا اگر آپ اسی کام کو اسی طرح کریں گے تو لازماً اس جیسے نتیجے نکلنے شروع ہو جائیں گے۔ اس حقیقت میں بھی کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہو سکتی۔

اس لئے ساری دنیا کے داعی الی اللہ اس مضمون کو پیش نظر رکھ کہ ایک نیا عہد باندھیں۔ دو سال کا وقفہ بہت ہی تھوڑا وقفہ ہے۔ داعی الی اللہ بننے کے لئے شروع میں کچھ محنت کرنی پڑتی ہے۔ بعض درختوں کو آپ نے دیکھا ہے کہ وہ چند سال کے بعد پھل لاتے ہیں بعض درخت ہیں جو جلدی پھل لے آتے ہیں۔ اس لئے آپ وہ درخت بننے کی کوشش کریں جو جلدی پھل لاتا ہو اور انسان ایک ایسی چیز ہے جو ہر قسم کا درخت بننے کا مادہ رکھتا ہے۔ تمام کائنات کا خلاصہ ہے یہ۔ اس لئے آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ میں وہ درخت ہوں جس کو بارہ سال کے بعد پھل لگے گا کیونکہ خدا تعالیٰ نے آپ کے اندر یہ لچک رکھی ہے اور صرف انسان میں یہ خوبی پائی جاتی ہے کہ اس کے اندر اپنی کیفیات بدلانے کی طاقت ہے۔ اپنی صلاحیتوں کو بڑھانے کی طاقت ہے اُنہیں کم کرنے کی بھی طاقت ہے۔ اگر صلاحیتیں بڑھائے تو اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ (التین: ۷) کی طرف حرکت کرتا ہے اور اگر صلاحیتیں گھٹانی شروع کرے تو اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ (التین: ۶) کی طرف حرکت کرتا ہے۔ اس لئے آپ اپنی صلاحیتوں کو بڑھانے کی کوشش کریں تو اللہ تعالیٰ آپ کو یہ توفیق عطا فرما سکتا ہے کہ آپ جلد پھل دینے والے درخت بن جائیں اور بار بار پھل دینے والے درخت بن جائیں اور یہی ہے مثال جو قرآن کریم نے مومن کی دی ہے اور اس کے متعلق فرمایا: تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا (ابراہیم: ۲۶)

یہ ایسا درخت ہے مومن کا طیبہ درخت جو اللہ کے اذن کے ساتھ ہر لمحہ پھل دیتا ہے۔ سال میں ایک دفعہ والا نہیں، سال میں دو دفعہ والا بھی نہیں، یہ تو ہمیشہ پھلوں سے لدا ہی رہتا ہے۔ تو اس لئے خدا تعالیٰ نے تو آپ کی استطاعت کی انتہاء یہ بیان فرمائی اور اس پر خدا نظر رکھ رہا ہے کہ ایسے مومن بندے بنیں۔ تو آپ کی کوششوں کو پھل تو لازماً لگتے ہیں۔ ضروری نہیں کہ ہر دفعہ تبلیغ ہی کا پھل لگے۔ كُلَّ حِيْنٍ سے مراد جس قسم کے پھل ہیں وہ مومن دیکھتا رہتا ہے، اسے کئی طرح کے پھل اللہ تعالیٰ

کی طرف سے نصیب ہوتے رہتے ہیں کہیں دعائیں قبول ہورہی ہیں، کہیں خدا مشکلات سے نجات بخش رہا ہے، کہیں ویسے اپنے پیار کا اظہار کررہا ہے کئی طریق سے۔ تو ان پھلوں میں ایک یہ بھی پھل داخل کرلیں تو ہرگز بعید نہیں کہ سال میں ایک دفعہ نہیں، سال میں کئی مرتبہ آپ کی تبلیغ کو بھی میٹھے پھل لگنا شروع ہوجائیں۔ ایسے داعی الی اللہ ہیں اللہ کے فضل سے جنہوں نے گزشتہ ایک دو سال میں پچاس سے زائد بیعتیں کرائی ہیں اور بڑی مخلص بیعتیں کرائی ہیں۔ بڑی معنی رکھنے والی، وزن رکھنے والی بیعتیں کروائی ہیں۔ نئی جگہوں پہ احمدیت کے پودے لگائے ہیں۔ مثلاً افتخار ایاز صاحب ہیں۔ ایک جزیرہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بالکل نیا جزیرہ انہوں نے احمدیت اور اسلام کے لئے فتح کیا اور اس ایک جزیرے میں ہی پچاس سے زائد بیعتیں اب تک ہوچکی ہیں۔ پھر ایک ساتھ کے جزیرے میں بھی ایک خاندان کو اللہ تعالیٰ نے ان کی کوششوں سے توفیق عطا فرمائی اور یہ کوئی جماعت کے باقاعدہ مبلغ تو ہیں نہیں اپنا کام کرتے ہیں۔ تو وہ لوگ جو کہتے ہیں ہمیں کام کے بعد وقت نہیں ملتا ان کے لئے ایک نمونہ ہے یہ۔ تو ہر شخص کے لئے خدا تعالیٰ نے ایک توفیق رکھی ہوئی ہے۔

آئندہ دو سال کے لئے ہر احمدی کو دوبارہ یہ عہد کرنا چاہئے کہ سال میں ایک دفعہ، ایک احمدی بنانے کا جو میں عہد کرتا رہا ہوں، یا سنتا رہا ہوں کہ مجھے عہد کرنا چاہئے۔ اب آخری دو سال رہ گئے ہیں سو سالہ جشن میں ان دو سالوں میں میں اپنا نام بھی خدا تعالیٰ کی اس فہرست میں لکھوا لوں جس کا ذکر قرآن کریم کی ان آیات میں ملتا ہے کہ میری نظر پڑتی ہے جب تم اچھے کام میری خاطر کرتے ہو۔ یہ نہ ہو کہ سو سال کا عرصہ گزر جائے اور پہلے سو سال میں میرا شمار ہی نہ ہو کہیں اور یہ بہت ہی اہم فریضہ ہے جو ہم نے ادا کرنا ہے۔ اگلے سو سال کی تیاری کے لئے جب تک ہماری تعداد اتنی نہ ہو جو اتنا عظیم کام سنبھال سکے اس کی ذمہ داریوں کو ادا کر سکے۔ اس مختصر تعداد کے ساتھ جو اس وقت ہم رکھتے ہیں اگلی صدی میں دندناتے ہوئے داخل ہونا بظاہر ایک غیر حقیقی بات نظر آتی ہے۔ خدا کے فضل سے ہوگا تو یہی لیکن دیانت داری اور تقویٰ کے ساتھ اتنی تعداد تو حاصل کرنے کی کوشش کریں جو ساری دنیا کو معنی خیز چیلنج کر سکے۔ اس لئے آئندہ دو سال کے اندر نہ **صرف یہ عہد کرے ہر احمدی بلکہ اس عہد کے پیچھے پڑ جائے دن رات اسے حرز جان بنالے اور چین**

نہ پائے جب تک اس کی کوششوں کو پھل نہ لگنے شروع ہو جائیں اور جب میں ایک احمدی کہتا ہوں تو خاندان کے نقطہ نگاہ سے دیکھیں تو ایک خاندان ایک اور خاندان بنائے اور جہاں جہاں اب تک مقامی طور پر احمدی حاصل نہیں ہوئے یعنی مقامی طور پر پودے جو وہیں کی آب و ہوا کے پودے ہیں وہ حاصل نہیں ہوئے وہاں کوشش کریں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے کہ کم سے کم ایک سو خاندان تو پیش کر سکیں ہم کہ ہر سال کا ایک خاندان ہم تیرے حضور پیش کرتے ہیں۔

اگر سارے احمدی اس عہد کو چمٹ جائیں، حرز جان بنالیں، دن رات دعائیں کریں اپنے لئے اور ایک لگن کے ساتھ محنت کرنی شروع کر دیں تو جتنے خاندان احمدی یہاں موجود ہیں اتنے ہی اور خاندان آپ کو عطا ہو سکتے ہیں لیکن سو میں نے اس لئے کہا کہ ضروری نہیں کہ ہر شخص کو انگریز پھل ہی ملے۔ ہوسکتا ہے کسی کو یہاں سے جاپانی پھل مل جائے، ہوسکتا ہے کسی کو چینی پھل مل جائے، کسی کو ہندوستانی، کسی کو پاکستانی۔ تو سو خاندان جب میں کہتا ہوں تو یہ مراد نہیں کے باقی سارے کام نہ بھی کریں تو سو تو مل جائیں۔ میں توقع رکھتا ہوں کے سارے کام کریں۔ ہر شخص ہر خاندان اللہ تعالیٰ کے حضور ایک نیا شخص یا ایک نیا خاندان ضرور پیش کر رہا ہو اور ان میں سے کم از کم سو خاندان تو انگریز ہوں اور اگر جرمنی میں کام کر رہا ہے داعی الی اللہ تو کم از کم سو خاندان جرمن ہوں۔ اسی طرح یہ پیغام آگے پھیلتا چلا جائے گا۔

لیکن اس میں بھی امر واقعہ یہ ہے کہ جب میں کہتا ہوں کہ دو، آئندہ دو سال میں تو درحقیقت یہ دو بھی کافی نہیں ہیں۔ یہ کم سے کم عہد ہونا چاہئے ایک احمدی کا۔ اب وقت یہ نہیں ہے کہ ہم ایک اور دو میں باتیں کر رہے ہوں۔ بہت بڑے کام ہیں جو کرنے والے ہیں۔ ہمارے مقابل پر دنیا کی طاقت اتنی زیادہ ہے کہ ایک ملک پہ بھی ہم اپنی ساری طاقت کو مرکوز کر دیں، تب بھی بے انتہاء محنت کرنی پڑے گی اس ملک کو فتح کرنے کے لئے یعنی اسلام کے لئے اور اللہ کے لئے۔

تو اس لئے جب میں یہ کہتا ہوں تو جتنا بھی زور دوں آپ پوری طرح سمجھ نہیں رہے میری بات کو، کتنا زور دینے کی ضرورت ہے۔ جتنا بھی تصور آپ کا پہنچتا ہے اس تصور کو وہاں تک پہنچائیں تب بھی آپ پوری بات نہیں سمجھیں ہوں گے۔ بہت زیادہ اہم بات ہے کہ ہم جلد از جلد اپنی تعداد کو غیر معمولی طور پر آگے بڑھائیں۔ یہ دو کے ذکر سے مجھے ایک لطیفہ یاد آگیا۔ اس سے پہلے بھی ایک

بار میں نے اپنے گزشتہ کسی جلسہ سالانہ کی کسی تقریر میں یعنی دس پندرہ سال پہلے یہ بیان کیا تھا ایک موقع پر اور وہ اس مضمون سے ایک مطابقت ضرور رکھتا ہے۔

کہتے ہیں ایک میراثی تھا جو ہر موقع پر گاؤں کے چوہدری کو اپنی حاضر جوابی کی وجہ سے شرمندہ کر دیا کرتا تھا اور اس فن میں میراثی بہت مشہور ہیں پنجاب میں۔ کتنا ہی کوئی تیز ہوا نسان کہتے ہیں جو میراثی ہو یا میراثی زادہ ہو، وہ ضرور ہرا دیتا ہے Repertory میں، حاضر جوابی میں اور لطیفہ گوئی میں۔ اس میراثی بے چارے کی داڑھی نہیں تھی، بس ایک اس میں کمزوری تھی اور کھودا جسے کہتے ہیں ہم صرف دو بال تھے داڑھی کے بے چارے کے۔ اس نے وہی دو سنبھالے ہوئے تھے۔ ایک موقع پر جبکہ چوہدری اور میراثی اکٹھے کشتی میں سوار تھے تو دریا میں طغیانی آ گئی اور سارے مسافر گھبرا گئے۔ تو جیسا کے ہمارے ملک میں رواج ہے کشتی کے ملاح نے یہ اعلان کیا کہ چونکہ طوفان آرہا ہے اور خطرہ پیدا ہو گیا ہے اس لئے خواجہ خضر کی خیرات کچھ نہ کچھ سب دریا میں پھینک دیں۔ اُس وقت چوہدری کو خیال آیا اب وقت آ گیا ہے میرا بدلہ لینے کا۔ تو چوہدری نے کہا کہ ضروری نہیں ہر ایک کے پاس پیسے ہوں ہم یہ کرتے ہیں کہ سارے اپنے داڑھی کے دو دو بال اکھیڑ کر تو دریا میں پھینک دیتے ہیں۔ میراثی سمجھ گیا کہ میرے تو ہیں ہی دو بال یہ تو مجھ پر حملہ ہو گیا ہے۔ تو اس نے فوراً جواب دیا کہ چوہدری جی! اے دو آں دا ویلہ ہے؟ کہ اے چوہدری! یہ دو کا وقت ہے؟ کون بد بخت ہے جو ساری داڑھی اکھیڑ کر نہ پھینک دے۔ تو میں آپ کو بتا تا ہوں ہے تو یہ لطیفہ کہ یہ دو کا وقت نہیں رہا **کون بد بخت ہوگا جو اپنی ساری طاقتیں خدا کی راہ میں اب خرچ نہیں کر دیتا اور پوری کوشش نہیں کرتا کہ زیادہ سے زیادہ اللہ کے لئے غلام محمد مصطفی ﷺ جیتنے لگے اس دنیا میں۔**

پس دو کی باتیں کرنے کا وقت نہیں ہے۔ لیکن کمزوروں پر جب نظر کی جاتی ہے، وہ جو جن کے پاس ہیں ہی دو، یعنی جن کی طاقت ہی دو تک پہنچتی ہے تو ان کو بھی ساتھ لے کہ چلنا پڑتا ہے لیکن یہ مراد نہیں کہ آپ میں سے ہر ایک دو کی تمنا لے کر آگے بڑھے، یا دو کا عزم لے کر آگے بڑھے۔ آپ ہزاروں کا عزم لے کر آگے بڑھیں اور دعا کریں اور کوشش کریں اور دعا کے ذریعے اپنی توفیق بڑھاتے چلے جائیں پھر دیکھیں کہ کس شان کے ساتھ آپ اگلی صدی میں داخل ہو رہے ہوں گے۔ کتنا لطف آئے گا، کتنا اطمینان ہوگا آپ کو کہ ان دو سالوں کے اندر

آپ کے پیچھے پیچھے کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو روحانی فرزند کے طور پر نئی صدی میں داخل ہو رہے ہوں گے۔ نئے خاندان آپ کے پیچھے پیچھے آپ کو امام بنا کر نئی صدی میں داخل ہو رہے ہوں گے۔ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (الفرقان: ۷۵) میں بھی یہ مضمون شامل ہے کہ اے خدا ہمیں امام بنا۔ یہ مراد نہیں کہ اولاد ہو صرف۔ اولاد تو ہر کس و ناکس کی کافر اور مشرک کی بھی ہوتی ہے۔ یہاں بالخصوص وہ لوگ مراد ہیں جو آپ کی روحانی اولاد ہیں اور آپ کی تبلیغ کے نتیجے میں جو روحانی ذریت خدا آپ کو عطا فرماتا ہے یہ دعا سکھائی ہے کہ یہ دعا کرو کہ وہ سارے متقی ہوں۔ نام کے احمدی یا نام کے مسلمان نہ ہوں۔

تو بہت ہی بڑا ایک شاندار گیٹ سجا ہوا آپ کے سامنے آنے والا ہے۔ اس عظیم الشان گیٹ سے جو حمد و ثناء سے سجا ہوا ہے، جو درود سے سجا ہوا ہے اس میں سے آپ نے سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونا ہے اگلی صدی میں۔ یہی ہمارا جشن ہے۔ تو اس شان سے داخل ہوں کہ آپ کے ساتھ ایک ذریت طیبہ ہو، ایک عظیم الشان روحانی اولاد ہو متقیوں کی جو آپ کے ساتھ ساتھ ایک اجتماع بناتے ہوئے، ایک جلوس بناتے ہوئے اس گیٹ سے گزر رہی ہو۔

اس کے لئے بہت ہی محنت کی ضرورت ہے اور سب سے بڑی اور اوّل ضرورت یہ ہے کہ احساس دل میں اتنا جاگزیں ہو جائے، اس قوت کے ساتھ جانشین ہو جائے کہ آپ اس احساس کو کسی طرح بھلا نہ سکیں۔ صبح بھی یہ احساس لے کر اٹھیں اور شام کو بھی، رات کو بھی یہ احساس لے کر سوئیں اور سارا دن آپ کا دل کریدتا رہے یہ احساس کہ میں نے کتنے بنائے ہیں، میں نے کتنے بنائے ہیں۔ سنتا ہوں کہ فلاں نے اتنے بنالئے مجھے کتنی توفیق ملی ہے۔

اس لئے ساری دنیا کے احمدی سب سے پہلے اس احساس کو پیدا کرنے کی طرف متوجہ ہوں اور جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے پھر جب دعائیں کریں گے تقویٰ کے ساتھ قولِ حسن اور فعلِ حسن کے ساتھ تبلیغ شروع کریں گے تو اللہ تعالیٰ لازمًا آپ کو پھل عطا فرمائے گا۔ یہ خدا کی سنت ہے جسے وہ تبدیل نہیں کیا کرتا۔

جہاں تک دشمنوں کی باتوں کا تعلق ہے دشمن بھی تیز تر ہوگا اپنی کوششوں میں، یہ نہ سمجھیں کہ وہ بیٹھا رہے گا۔ آپ میں سے اکثر کے احساس کے بیدار ہونے سے پہلے دشمن بیدار ہو چکا ہے۔

آپ نے ابھی اپنے اعمال کو اس قوت اور شان کے ساتھ ظاہر بھی نہیں کیا تھا کہ دشمن بھانپ گیا تھا کہ آپ کیا کرنے والے ہیں اور وہ آپ سے بہت زیادہ پہلے ان باتوں میں سرگرم عمل ہو چکا ہے جو کام آپ نے کرنے ہیں ان کے خلاف منصوبے پہلے بنا چکا ہے۔ اس لئے لازماً یہ خیال رکھنا ہوگا کہ یہ کام آپ کے لئے اس رنگ میں آسان نہیں ہے کہ آپ اکیلے کام کر رہے ہیں اور کوئی مخالفانہ کوشش نہیں ہو رہی۔ ہر جگہ جہاں جہاں آپ جائیں گے، جہاں جہاں آپ کوشش کریں گے وہاں دشمن آپ کا تعاقب کرنے کی کوشش کرے گا اور آپ کے نیک کاموں کو ضائع کرنے کی کوشش کرے گا۔

ہر درخت کے ساتھ بعض بیماریاں لگی ہوتی ہیں بعض جانور لگے ہوتے ہیں جو زمیندار کو اس کی محنت کے پھل سے محروم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کچھ اندرونی کیڑے ہوتے ہیں، کچھ بیرونی کیڑے ہوتے ہیں۔ پس جہاں آپ اندرونی کیڑوں، ان کیڑوں کی تلفی کی کوشش کریں جو آپ کی جڑوں میں ہو سکتے ہیں یعنی تقویٰ کی کمی اور ان مصلحتوں کی کمی جن کی طرف قرآن کریم توجہ دلا رہا ہے وہاں بیرونی نظر کو بھی بیدار کریں اور ہوشیاری کے ساتھ دشمن کے کاموں اور اس کی تدبیروں سے بھی واقف رہیں اور اس رنگ میں محنت کریں کے آپ کے محنت کو جانور نہ کھا جائیں، آپ کی محنت کو لٹیرے نہ لے اڑیں۔ تبلیغ کے ساتھ اس مضمون کا ایک گہرا تعلق ہے اور اسی لئے اس خوشخبری کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ کہ خبردار! حزن اور خوف کا مقام ضرور پیدا ہوگا محمد مصطفی ﷺ اور اس کے غلاموں کے لئے۔ لیکن خدا یہ بتاتا ہے کہ اگر تم ولی اللہ بن جاؤ گے اگر اللہ سے دوستی کر کے یہ کام آگے بڑھاؤ گے تو پھر تمہارے لئے کسی قسم کا حزن اور کسی قسم کا خوف نہیں پھر تو لازماً دشمن نے ہارنا ہی ہارنا ہے یوں ہی باتیں ہوں گی، شور ہوگا اور عملاً میں کوئی نقصان بھی تمہیں نہیں پہنچا سکیں گے۔

تو اس مسئلے کا حل بھی ساتھ رکھ دیا بلکہ حل پہلے رکھا اور مسئلہ بعد میں بیان فرمایا۔ یہ ہے خدا کے پیار کا اظہار۔ اولیاء اللہ سے بات شروع کی اور حزن اور خوف کا بعد میں ذکر فرمایا، حزن اور خوف کی بعد میں نفی فرمائی۔ اگر حزن اور خوف کا پہلے ذکر ہوتا تو شاید ایک لمحے کا کچھ حصہ مومن کا دل کانپتا کہ پتا نہیں مجھے سے کیا ہونے والا ہے۔ میں کیا باتیں کر رہا ہوں، کس رستے پر چل پڑا ہوں، آگے تو بڑے بڑے خطرات بھی ہیں۔ اس لئے خدا نے اس کا حل پہلے بیان فرما دیا اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ

تم کیا خوف کرو گے تم تو اولیاء اللہ ہو۔ خوف تم سے بھاگے گا اور تم سے خوف کرے گا۔ حزن تمہارے مقدر میں نہیں ہے کہ تم اولیاء اللہ ہو۔ پس اولیاء اللہ کا مضمون پہلے بیان کر کے آنے والے خطرات کا تدارک پہلے ہی فرما دیا۔

پس وہ لوگ جو یہ زعم لے کر اٹھے ہیں اور منصوبے بنا رہے ہیں کہ آپ کو کسی قسم کا نقصان پہنچائیں گے، ان کے متعلق خدا تعالیٰ نے یہاں ذکر فرما کر اس کا علاج بھی فرمایا اور پھر وضاحت فرمائی لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ یہ اتنے کوتاہ دست لوگ ہیں ان کی طاقتوں کا پول اس طرح کھل جاتا ہے کہ اس دنیا کے ہوتے ہوئے اس دنیا پر بھی ان کی کوئی طاقت کام نہیں کرے گی، ان کی کوئی تدبیر کام نہیں کرے گی۔ تمہیں دنیا کی خوشیوں سے بھی محروم نہیں کر سکیں گے۔ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ آخرت تو ہے ہی مومنوں کی مگر فرمایا یہ دنیا بھی تمہاری نہیں چھین سکیں گے ہم تمہیں یہ ابھی بتا دیتے ہیں لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ خدا کے کلمات میں، خدا کی تقدیر میں کوئی تبدیلی نہیں ہے۔ پھر دوبارہ تکرار فرمائی وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا اب یہاں دیکھیں پہلے اولیاء اللہ کہہ کر خطرے بیان کرنے سے پہلے دل کو تسلی دے دی تھی اب چونکہ دل کو تسلی دے چکا ہے اللہ تعالیٰ اب یہاں حزن کا مضمون پہلے بیان ہوا ہے اور اُس کو دور کرنے کے متعلق خوشخبری بعد میں دی جا رہی ہے جو نارمل طریقہ ہے۔ لَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ اے محمد مصطفی ﷺ! تجھے ان کی باتیں بھی کسی قسم کا غم نہ پہنچائیں۔ اس سے پہلے جو حزن تھا اس سے مراد یہ تھی کہ یہ جو شرارتیں کر رہے ہیں تیرے خلاف، جھوٹی تدبیریں کر رہے ہیں، مکر سے کام لے رہے ہیں اس کا عملاً کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا، اس لئے کوئی حزن نہیں۔ یہاں اس مضمون کو آگے بڑھا کہ فرمایا وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ جب تجھے پتا چل چکا ہے کہ خدا تیرے ساتھ ہے اور خدا کی تقدیر تیری حفاظت فرمائے گی اور تیرے غلاموں کی حفاظت فرمائے گی اور وہ لازماً کامیاب ہوں گے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی تو پھر ان کے قول سے بھی غم نہ کر۔

اس وقت جماعت جس دور سے گزر رہی ہے وہاں اس آیت کا یہ حصہ بہت ہی تفصیل کے ساتھ صادق آ رہا ہے۔ اکثر احمدی پاکستان سے خط لکھتے ہیں کہ ان کی تدبیروں کا ہمیں کوئی خوف نہیں ہے۔ جو قربانی خدا کے رستے میں ہمیں دینی پڑی ہم شوق سے اور سعادت سمجھتے ہوئے دیں گے

اور دے رہے ہیں۔ ہاں ان کا قول دکھ پہنچا رہا ہے۔ یہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف، جماعت کے خلاف بہتان تراشیاں کرتے ہیں اور چرکے لگاتے ہیں ہمارے دلوں کو ہم تو اس عذاب میں سے گزر رہے ہیں یہ ہماری تکلیف ہے ساری۔

کیسا عظیم الشان نفسیاتی کلام ہے، کلام حکیم کہ کسی پہلو کو نظر انداز نہیں کرتا۔ سارا مومن کا جو سفر ہے دعوت الی اللہ کا اس کی تفصیل کس شان کے ساتھ محفوظ فرمائی ہے یہاں اور کس باریکی کے ساتھ بیان کی ہے۔ فرماتا ہے وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ عملاً تو کچھ بھی بگاڑ نہیں سکیں گے، عملاً تو کامیابی ہے ہی تمہاری، ہاں قول کے ذریعے یہ ضرور دکھ پہنچاتے رہیں گے۔ فرمایا قول بھی تجھے دکھ نہ دے اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا یقیناً ایک ایسا وقت آنے والا ہے کہ تم اور تمہارے کام عزت کے ساتھ یاد کئے جائیں گے اور یہ دکھ پہنچانے والے، گندہ کلام کرنے والے، لازماً ذلیل و رسوا ہوں گے۔

هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ لیکن شرط یہ ہے کہ دعائیں کرتے رہو، وہ سننے والا ہے اور جاننے والا ہے۔ تمہارے دلوں کی کیفیت سے باخبر ہے پھر بھی تمہیں دعاؤں کی طرف متوجہ کر رہا ہے۔ سمیع کو علیم کے ساتھ جوڑنے کا یہ مفہوم ہے کہ ویسے تو خدا سب کچھ جانتا ہی ہے ہر بات اس کے علم میں ہے۔ فرمایا اس کے باوجود جو پکار ہے وہ اپنا اثر رکھتی ہے۔ ایک بچہ بیمار ہو، ماں کے علم میں ہوتا ہے کہ بیمار ہے۔ لیکن درد سے پکارنے والا بچہ ماں کے دل میں اور کیفیت پیدا کر دیتا ہے۔ یہ پیار کے مضمون ہیں۔ **تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تمہارے حال سے باخبر ہوں لیکن پھر بھی مجھے پکارو۔ میں تمہاری بات سنوں گا اور جواب دوں گا اور میرے جواب سے تم لذت پاؤ گے۔ جب میں کہوں ہاں میں قریب ہوں، میں آرہا ہوں تمہاری مدد کے لئے، اس کا لطف ہی اور ہے۔**

اس لئے آخر پہ قرآن کریم نے اس مضمون کی طرف توجہ دلائی کہ ساری تقدیر خدا کی تمہارے لئے تقدیر خیر ہے اس میں کوئی شر کا پہلو نہیں ہوگا۔ اتنی کامل کامیابی ہے تمہارے مقدر میں کہ دنیا میں بھی تم کامیاب رہو گے اور آخرت میں بھی تم کامیاب رہو گے۔ بشریٰ ہی بشریٰ ہے تمہارے لئے لیکن اس کے باوجود دعاؤں سے غافل نہ رہنا **کیونکہ دعائیں تقدیر کے عمل کو تیزی سے آگے بڑھاتی ہیں، اور دعائیں ہی ہیں جو ہر کوشش میں پھل پیدا کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔**

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے فرمایا:

گزشتہ خطبہ میں میں نے ناروے کا ذکر بھی کیا تھا کہ وہاں ان کو بعض بیعتوں کی خوشخبری دینے کے لئے میں نے فون کیا تو انہوں نے اس پر خوشخبری دی کہ دو اور اللہ کے فضل کے ساتھ پھل لگے ہیں ابھی۔اس میں میں نے غلطی سے یہ بتایا تھا کہ جو بیعتیں تھیں ان میں دو عرب تھے۔ وہ سیرالیونیز (Seralionies) سے تھے دو،عرب نہیں تھے۔کیونکہ بعد میں جمعہ کے بعد دوسرے دن جب میں نے رپورٹ تفصیل سے پڑھی تو وہاں لکھا ہوا تھا کہ یہ دو سیرالیونیز تھے۔چونکہ ایک غلطی سے ایک ایسی بات کہی گئی جو درست نہیں تھی اس لئے ضروری ہے کہ خطبہ میں اس کو ریکارڈ کیا جائے کہ اصل صورتحال یہ تھی۔ ویسے تو عرب وہاں خدا کے فضل سے ہوتے رہتے ہیں۔اس لحاظ سے ناروے کا کام بہت نمایاں ہے اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ۔مگر یہ دو جو بیعتیں تھیں، تین میں سے دو عرب نہیں تھے بلکہ سیرالیونیز تھے۔

ایک دو جنازے ایسے تھے جو میں سمجھتا تھا جمعہ کے ساتھ ہی ہو جاتے۔مگر بہر حال وہ انشاءاللہ رات کو درس کے بعد،عشاء کے بعد ہو جائیں گے۔

نمازیں جمع کرنے کے متعلق میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آجکل عصر کا وقت جب شروع ہوتا ہے خطبہ اس کے بعد ختم ہوتا ہے۔اس لئے جن علاقوں میں شمالی علاقوں میں یہ غیر معمولی دن اور رات کے اوقات ہیں ان میں اس وقت تک ہم نماز جمع کر سکتے ہیں جب خدا کے کاموں میں مصروف ہوتے ہوئے پہلی نماز دوسرے نماز کے وقت میں داخل ہو چکی ہو۔تو اس پر ہماری نظر ہے۔اسے خواہ مخواہ کوئی لاعلمی میں اس کو رسم نہ بنالے کہ شاید اپنی مرضی سے جب چاہو جمع کرلو جب چاہو نہ کرو۔اس وجہ سے میں یہ کھول رہا ہوں مضمون کہ ہم بالعموم پونے تین تک یا بعض دفعہ اڑھائی بجے تک خطبہ ختم کرتے ہیں آج کل تو اس سے پہلے عصر کا نماز کا وقت شروع ہو چکا ہوتا ہے دن چھوٹے ہونے کی وجہ سے۔ جب ایسا وقت آئے گا کہ عصر کی نماز الگ پڑھی جا سکتی ہو تو اس وقت انشاءاللہ تعالیٰ پھر یہ سلسلہ بند کر دیا جائے گا۔